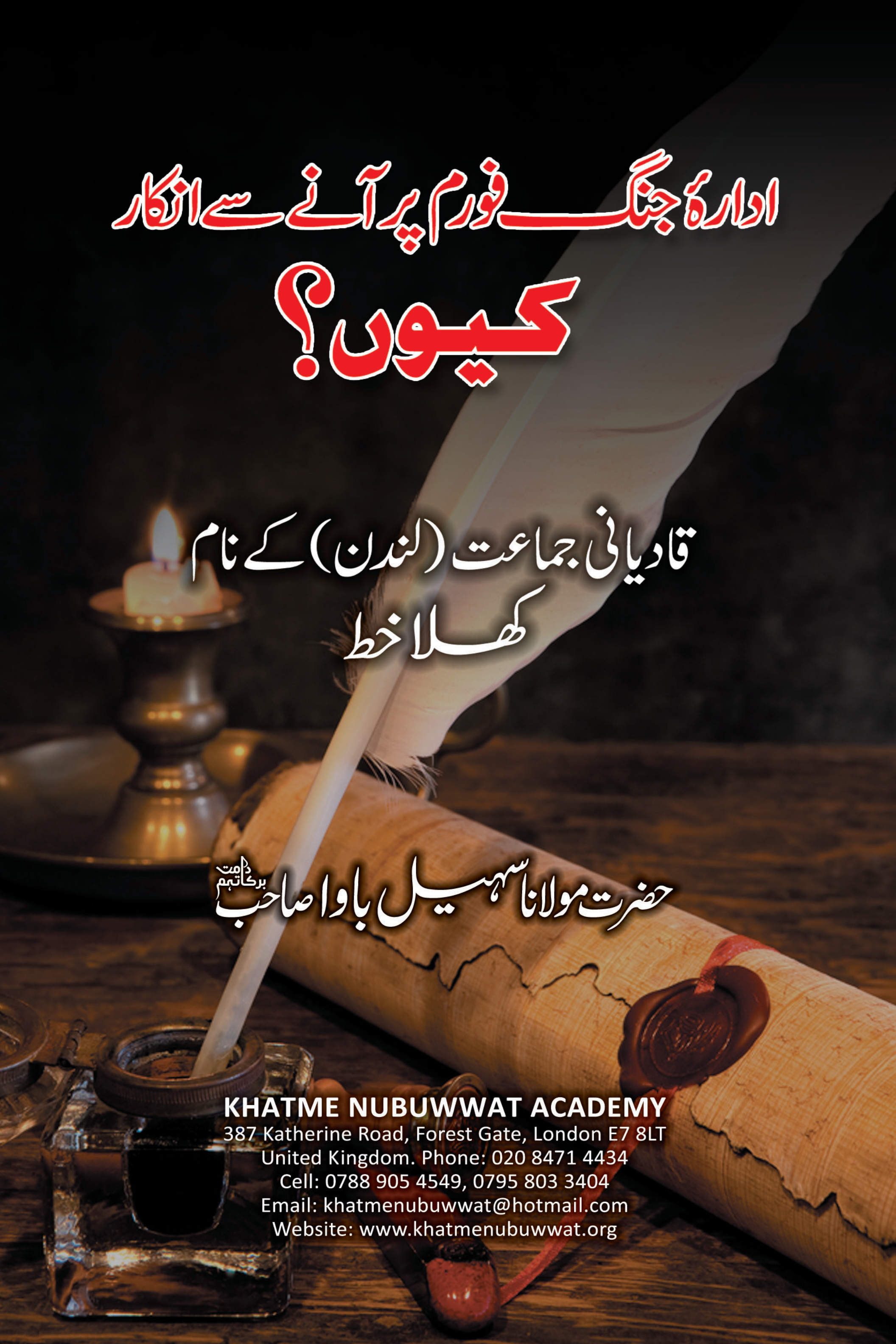

ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار

کیوں؟

قادیانی جماعت (لندن) کے نام کھلا خط

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم

KHATME NUBUWWAT ACADEMY
387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT
United Kingdom. Phone: 020 8471 4434
Cell: 0788 905 4549, 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwat@hotmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

کھلا خط

ڈاکٹر یحییٰ نمائندہ جماعت قادیان لندن کے نام

آج بتاریخ 25/اکتوبر بعنوان آرٹیکل 260 قادیانیوں کا عقیدۂ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

ڈاکٹر یحییٰ کا جنگ لندن میں لکھا گیا مضمون کسی ساتھی نے ارسال فرمایا کہ آپ ذرا اس پر نظر مار لیں! راقم نے بغور ایک نہیں کئی بار ارسال کردہ مضمون کو پڑھا کہ شاید قادیانیوں کی جانب سے کوئی نئی بات یا کوئی علمی نکتہ منظر پر لایا گیا ہو جس سے عام وخاص کو کوئی فائدہ ہو یا اس سے کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کیا جاسکے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح جس صفائی سے جھوٹ بولا ہے قابل حیرت اور باعث تعجب ہے۔ راقم 20 سال کے عرصے میں جنگ لندن میں مرزا قادیانی کے پیروکاروں کی طرف سے کئے گئے مکالمہ میں اکثر فریق رہا ہے۔ راقم ماضی کے تجربے کے تناظر میں دیکھتا ہے کہ جب بھی مکالمے کا تسلسل جاری رکھا یا تو ادارہ جنگ نے کسی دباؤ یا کسی مجبوری کے تحت اس تسلسل کو موقوف کردیا یا پھر مرزا قادیانی کے پیروکار میدان چھوڑ گئے لہٰذا ادارۂ جنگ سے مؤدبانہ التماس ہے اگر اس تسلسل کو بغیر کسی منتج کے موقوف کرنا ہے تو اس کا ایک آسان حل پیش خدمت ہے کہ ادارہ جنگ کے زیر اہتمام جنگ فورم پر فریقین کو مکالمے کی خصوصی دعوت دی جائے۔ راقم اپنے رفقائے ختم نبوت کے ساتھ بخوشی اس دعوت کو قبول کرے گا اور وقت مقررہ پر ضرور حاضر ہوگا اور اس فورم پر تفصیلی مکالمے میں جو بھی نتیجہ ادارہ جنگ اخذ کرے گا اسے خصوصی ایڈیشن میں مکمل درج کردیا جائے گا تاکہ اس مکالمے کی مکمل روئیداد قارئین آسانی کے ساتھ ملاحظہ کرسکیں۔ بعض اوقات

قارئین کی نظر سے نیٹ یا اخبار کی عدم دستیابی کی وجہ سے سلسلہ وار مراسلات تک رسائی نہ ہوسکی ہوتو اس صورت میں ان تمام پریشانی کا آسان حل راقم کی نظر میں یہی ہے۔اگر راقم کی اس آسان تجویز کو قبول کرلیا جائے تو راقم دل وجان سے مشکور ہوگا۔

ڈاکٹر یحییٰ صاحب سے دست بدستہ التماس ہے کہ اگر ادارہ جنگ اس فورم کا اہتمام نہیں کرتا تو راقم ادارہ جنگ کے توسط سے مکالمے کی دعوت خیر دیتا ہے۔راقم لندن کا باسی ہے اگر جناب لندن کے قرب وجوار میں ہی مقیم ہیں تو جناب کی کسی بھی عبادت گاہ میں دعوت دیں راقم رفقائے ختم نبوت کے ساتھ حاضر ہونے کو تیار ہے اور اگر اس سلسلے میں کوئی مجبوری لاحق ہے تو راقم یہ خدمت سرانجام دینے کے لئے بھی سرِچشم تیار ہے ہم آپ کے لئے چائے پانی کا بہترین انتظام بھی کریں گے تاکہ ڈائیلاگ کا سلسلہ بھی جاری ہو جو کہ آپ کی جماعت قادیان کی طرف سے کافی عرصے سے معطل ہے۔۔۔

خادمِ ختم نبوت

مولانا سہیل باوا صاحب

(لندن)

کھلا خط

بنام جناب ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن

قسط 2

جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب راقم کو اس بات کا پہلے ہی اندازہ تھا کہ مرزا قادیانی کے پیروکار ہمیشہ ہی عوامی اور پبلک فورم سے گفتگو کرنے سے کنی کتراتے ہیں راقم کے لئے اس میں کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ صرف اور صرف قارئین کی تسلی کے لئے جماعت قادیان کے پروپیگنڈے کو منظر عام پر لانا بھی ضروری سمجھا کہ مولوی ہم سے بات نہیں کرتے یا ہم سے بات کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ زبانی مباحثہ سے کنی کتراتے تھے، جب بھی دعوت دی گئی اس سے وہ پہلو تہی اختیار کرتے رہے جس کی واضح مثال یہ ہے:

حضرت پیر مہر علی شاہؒ صاحب نے 1899ء میں "شمس الہدایۃ" کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں انتہائی علمی اور مدلل انداز میں حیاتِ مسیح اور قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ اس رسالے میں پیر مہر علی شاہؒ صاحب نے ملت اسلامیہ کے اس اجتماعی اور متفقہ عقیدے کی بڑے ہی مؤثر انداز میں ترجمانی فرمائی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ غلط، باطل اور جھوٹا ہے۔ (حیاتِ مسیح کا مسئلہ) غلام احمد قادیانی "شمس الہدایۃ" کا تو کوئی جواب تحریر نہ کر سکا لیکن پیر مہر علی شاہؒ صاحب کو یہ چیلنج کر دیا کہ مجھ سے عربی میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کر لو۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے چیلنج کے لئے جو خط لکھا اس کی زبان انتہائی گھٹیا، قابل شرم اور بے ہودہ تھی۔ بہر حال حضرت پیر مہر علی

شاہؒ صاحب نے جواباً مرزا قادیانی کو کہا مجھے یہ چیلنج قبول ہے لیکن اس سے پہلے مرزا قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت و رسالت پر مجھ سے تقریری بحث کرلیں۔ غلام احمد قادیانی کو تقریری مباحثے میں شکست کے خوف نے اس شرط پر آمادہ ہونے سے روک دیا اور تقریری مباحثے کی شرط کو نامنظور کرنے کی اطلاع اس نے گولڑہ شریف بھجوادی لیکن پیر مہر علی شاہؒ صاحب اپنے اعلان کے مطابق 25 اگست 1900ء بادشاہی مسجد لاہور میں پہنچ گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود تو پیر صاحبؒ کے مقابلے میں راہِ فرار اختیار کر چکا تھا لیکن مرزا قادیانی کی عیاری دیکھیے کہ لاہور میں دیواروں پر یہ اشتہارات چسپاں کروادیئے کہ حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ مقابلہ سے بھاگ گئے۔ لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ مقابلے سے تو مرزا قادیانی ہی بھاگا تھا جس سے قادیانی حلقوں میں سخت مایوسی پھیل گئی اور بعض نے قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان بھی کردیا۔

قادیانیت کے مقابلے میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو فتح مبین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی، اس کی خوشی میں بادشاہی مسجد لاہور میں 27 اگست 1900ء کو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ نے کی۔ اس جلسہ میں انتہائی ایمان افروز تقریریں ہوئیں اور ایک قرارداد بھی منظور کی گئی۔ اس قرارداد پر تقریباً 60 علمائے کرام نے دستخط کئے۔ قرارداد کا مفہوم کچھ اس طرح سے تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بزرگان دین اور مشاہیر اسلام کو علمی مناظرے کا چیلنج دینا محض جھوٹی شہرت حاصل کرنے کا اظہار ہے۔ پیر مہر علی شاہؒ صاحب کو جو چیلنج مرزا کذاب کی طرف سے دیا گیا وہ بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ صرف مرزا قادیانی کی لاف زنی اور اپنے علم پر جھوٹا گھمنڈ تھا۔ اگر اسے اپنے جھوٹے دعووں پر اعتماد تھا تو اسے پیر صاحب گولڑہ شریف سے تقریری مباحثے سے راہِ فرار اختیار نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اگر ڈاکٹر صاحب، مرزا قادیانی کی پوری تاریخ احمدیت میں سے ایک بھی تقریری مباحثہ پیش

فرمائیں تو راقم ممنون و مشکور ہوگا۔ اگر تقریری مباحثہ کا جوہر رکھتے تھے تو اس کا عملی ثبوت کبھی پیش کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوا جب فریق مقابل نے اصرار کیا تو صاف انکار کردیا، اس بات کا اظہار مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی کیا کہ مرزا صاحب کا حوصلہ تھوڑا ہے، گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں دوسرے لوگوں نے میرے بیان کی تصدیق کی ہے۔ لیجئے تحریری میدان میں الہامی صاحب حسب بیان میاں ایم بشیر احمد ایم۔ اے نے مدت العمر میں پانچ مناظرے کئے

- ماسٹر مرلی دھر آریہ کے ساتھ ہوشیار پور، مارچ 1886ء میں۔
- مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بمقام لدھیانہ، جولائی 1881ء میں۔
- مولوی محمد بشیر بھوپالی کے ساتھ بمقام دہلی، اکتوبر 1819ء میں
- مولوی عبد الحکیم کالانوری کے ساتھ بمقام لاہور، جنوری وفروی 1892ء میں۔
- ڈپٹی عبد اللہ آتھم مسیحی کے ساتھ امرتسر مئی وجون 1893ء میں

اور یہ پانچوں مناظرے تحریری تھے۔ اگر الہامی صاحب کو قوت گویائی سے کچھ بھی حصہ ملا ہوتا تو آخر کبھی تقریری مباحثہ بھی اپنے دوش ہمت پر گوارا فرماتے، لیکن وہ تقریری مناظرے سے اسی طرح بھاگتے ہیں جس طرح شکار شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ غرض باوجود بڑے بڑے بلند وبانگ دعوؤں کے مرزا صاحب کا تحریری مباحثہ پر مصر ہونا اور تقریری بحث سے اعراض کرنا بجز اس کے اور کوئی معنی نہ رکھتا تھا کہ تحریری مباحثہ مرزا صاحب کی عجز بیانی کا پردہ دار تھا۔

اسی لئے راقم نے ایک بار پھر یہ سنہرا موقع جانتے ہوئے دعوت دی کہ ٹیبل ٹاک میں شریک زعماء مہذب معاشرے کے ہر فرد کو ادب وآداب اور شائستگی کے ماحول میں علمی وادبی بات چیت سے خوب محظوظ کرسکیں گے، لیکن افسوس لندن جماعت قادیان کے ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنی عبادت گاہ یا ہماری میزبانی کے شرف پر، ہماری دعوت کے انکار پر سوائے تعجب اور حیرت کے علاوہ کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے۔ راقم ایک بار پھر اتمام حجت کے

لئے صرف ڈاکٹر صاحب ہی نہیں جماعت قادیان لندن سے بھی التماس کرتا ہے، جماعت کا کوئی بھی نمائندہ اپنی ہی عبادت گاہ میں یا پھر اپنے ٹی وی چینل کے اسٹوڈیو پر دعوت دے، راقم ضرور قبول کرے گا وگرنہ راقم ادارہ جنگ کے زیراہتمام فورم کے محل وقوع سے بہتر اور مناسب جگہ نہیں سمجھتا۔ اور ادارہ جنگ کو اس فورم کے اہتمام میں اور جماعت قادیان لندن کی عبادت گاہ میں راقم کو دعوت دینے میں کوئی مجبوری لاحق ہے تو اس میزبانی کے شرف کے لئے بھی راقم حاضر ہے۔ راقم، جماعت قادیان لندن کے تمام ترجمان اور مسلمانان برطانیہ کے مابین ہونے والے تمام اخباری مکالمے اور درمیان میں ترجمان قادیان لندن جماعت کے سکوت درسکوت اور منظر عام سے غائب ہوجانے کی تاریخ سے بخوبی واقف ہے۔

اگر ڈاکٹر صاحب یا جماعت قادیان لندن اپنے زعم میں ہوں کہ 1974ء میں موقعہ فراہم نہیں کیا گیا تو آیئے! آج اس دعوت کو قبول فرمائیں۔ اس بار دعوت کے انکار پر تو آپ شاید اس مغربی معاشرے کو کبھی بھی یہ بات باور نہیں کرا سکیں گے کہ مسلمان ہم سے نفرت کرتے ہیں یا جماعت قادیان سے ملنے سے لوگوں کو روکتے ہیں یا پھر جماعت قادیان لندن کی عبادت گاہ کی دعوت کو مسلمان قبول نہیں کرتے۔ راقم اُمید کرتا ہے اس بار دعوت کو قبول کر کے مغربی معاشرے کے ہر فرد کو پیغام دیں گے کہ جماعت قادیان لندن، مسلمانوں سے نفرت نہیں کرتی ہے۔

خادمِ ختم نبوت

مولانا سہیل باوا صاحب

(لندن)

کھلا خط

بنام جماعت قادیان لندن

”ادارہ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟“

قسط 3

دجل وتلبیس اور خلط مبحث جو قادیانیت کا ایک خاص شعار ہے، ان کا مقصد احقاق حق نہیں ہوتا بلکہ یہ کہ سنجیدگی اور جزبۂ خیر خواہی سے سمجھائی اور کہی جانے والی بات ان پر اثر انداز نہ ہو۔ اسی لئے بالمشافہ اور پبلک فورم پر گفتگو کرنے سے عار محسوس کرتے ہیں، راقم اور اکابرین ختم نبوت برطانیہ میں عرصہ دراز سے اس بات کے خواہشمند رہے ہیں کہ جماعت قادیان لندن سے بالمشافہ کوئی گفتگو کا موقع مل جائے لیکن افسوس کہ بڑے بڑے چیلنج دینے والی جماعت پر ہمیشہ سکوت ہی طاری رہا۔ ہو بہو مرزا قادیانی کی طرح یہ عجز بیانی کی وجہ سے بالمشافہ مباحثہ سے کتراتے رہے ہیں اور آج بھی یہ حال ہے کہ جب تحریری مباحثہ کا آغاز ہوتا ہے چند ہی مباحثوں میں جب انہیں لاجواب ہونا پڑتا ہے تو درمیان میں اچانک کوئی اور مخلص کارکن میدان میں کود پڑتا ہے، شاید جماعت قادیان لندن کی نظر سے ایک تاریخی اور سنہری گھڑی اوجھل ہوگئی کہ جب مرزا قادیانی نے 1891ء میں ”فتح اسلام“ نامی رسالہ شائع کیا جس میں اس نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس سے اہل اسلام میں ایک عام شور برپا ہوگیا۔ اس شور کو مٹانے اور اس دعویٰ کی توضیح کے لیے مرزا قادیانی نے ایک رسالہ ”توضیح مرام“ مشتہر کیا تو اس نے شور کی آگ کو اور بھی تیز کر دیا اور خوب بڑھکایا کیوں کہ فتح اسلام میں تو اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا، توضیح مرام میں اپنے نبی ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور علاوہ بر آں بہت سے ایسے

عقائد کا اظہار بھی کیا جو کہ اسلامی عقائد کے مکمل طور پر خلاف تھے۔ پھر اس کے ازالے کے لیے اس نے ایک اور رسالہ ''ازالہ اوہام'' شائع کیا جس سے مرزا قادیانی کے مزید کفریہ عقائد کھل کر سامنے آ گئے کیونکہ اس رسالہ میں مرزا قادیانی نے نہ صرف معجزات انبیاء کا واضح انکار کیا بلکہ ملائکہ اور لیلۃ القدر کی بھی عجیب وغریب تعریف بیان کرنا شروع کر دی۔ ایسے ہی کفریہ عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے اکابرین اہل اسلام نے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ بعدازاں مرزا قادیانی نے 15 اپریل 1907ء کو ایک اشتہار بعنوان ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا جس میں مرزا قادیانی رقم طراز ہے کہ

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب، السلام علیکم علی من اتبع الھدیٰ!

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب اور دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری و کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام و ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تا کہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں

کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنیاد پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر کہتا ہوں کہ

اے میرے مالک بصیر وقدیر! جو علیم و خبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر دے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ (آمین)

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا ہوں اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انھوں نے تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت

درجہ کا بد آدمی ہے۔سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر،اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین!

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَيۡنَنَا وَ بَيۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الۡفَاتِحِيۡنَ

(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 705 طبع چہارم)

محترم قارئین!

یہ تو تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ اشتہار جس کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی چند ماہ بعد ہی 26/مئی 1908ء بروز منگل ہیضہ کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر آنجہانی ہوا۔ذرا غور کیجیے! کس طرح مرزا قادیانی اپنے آخری فیصلے والے اشتہار کے نتیجے میں ہی ہیضہ کی بیماری کے ساتھ آنجہانی ہوا۔جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور ان کی وفات 1948ء کو سرگودھا میں ہوئی۔لیکن اس کے باوجود قادیانی ذریت اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہ تھی کہ مرزا اپنی دعا کے نتیجے میں ہی مرا ہے۔یہی وجہ تھی کہ قادیانی جماعت کے جوشیلے خطیب اور قلم کار مرزا غلام احمد قادیانی کے مرید خاص اور اخبار الحکم کے ایڈیٹر منشی قاسم علی نے اخبار الحق میں مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ کو مباحثہ کا چیلنج دیا جس کا جواب مولانا

امرتسری صاحبؒ نے اخبار ''اہل حدیث'' یکم مارچ 1912ء کے شمارہ میں قبول کر کے دیا۔
مباحثہ کی بنیادی شرائط درج ذیل تھیں:

1۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔
2۔ ایک منصف محمدی اور دوسرا مرزائی، تیسرا غیر مسلم، مسلم الطرفین سرپنچ۔
3۔ دونوں منصفوں میں اختلاف ہو تو سرپنچ جس منصف کے ساتھ متفق ہوں گے وہ فیصلہ ناطق ہوگا۔
4۔ کل تحریریں پانچ ہوں گی، تین مدعی کی اور دو مدعا علیہ کی۔
5۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری مدعی اور منشی قاسم علی قادیانی مدعا علیہ ہوں گے۔
6۔ مدعی کے حق میں فیصلہ ہو تو مدعا علیہ مبلغ تین سو روپیہ بطور انعام یا تاوان مدعی کو دے گا
7۔ مدعا علیہ غالب ہو تو اس کو مدعی کچھ نہیں دے گا۔ غرض رقم ایک طرف سے ہوگی۔

مباحثہ کی تاریخ 15/اپریل 1912ء مقرر ہوئی۔ مباحثہ میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صاحبؒ منصف نامزد ہوئے اور قادیانیوں کی طرف سے منصف منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور مقرر ہوئے اور سرپنچ کے لیے سردار بچن سنگھ صاحب بی اے گورنمنٹ پلیڈر لدھیانہ مقرر ہوئے۔

15/اپریل 1912ء کو مبلغ تین سو روپیہ مولانا محمد حسن صاحبؒ رئیس لدھیانہ کے سپرد کیا گیا کیونکہ انہیں امین کے طور پر نامزد کیا گیا تھا۔ 17/اپریل 1912ء کو 3 بجے دوپہر مباحثہ شروع ہوا۔ 21/اپریل 1912 کو مباحثہ کے سرپنچ سردار بچن سنگھ نے مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ کے حق میں فیصلہ دیا اور قادیانیوں سے مبلغ تین سو روپیہ لے کر مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ کو دے دیا۔ مولانا امرتسری صاحبؒ نے اس تین سو کی رقم سے ''فاتح قادیان'' نامی رسالہ شائع کر کے تقسیم کیا جس میں مباحثہ کی مکمل روئیداد بیان کی۔ یہی وہ معرکہ تھا جس کے بعد

مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحبؒ کو خیر خواہان اسلام نے فاتح قادیانیت کا لقب دیا تھا۔

وقت ضائع کئے بغیر سوال صرف یہ ہے کہ اوپن فورم پر یا جماعت قادیان لندن کی عبادت گاہ یا مسلمانانِ لندن کی کسی مسجد میں مباحثہ کرنے پر کیا مجبوری لاحق ہے؟ بس اس سوال کا جواب عنایت فرمادیں۔ رہی بات ادارہ جنگ کے فورم کی یہ تو ویسے ہی راقم نے ایک آزاد صحافتی محل وقوع کی سہولیات اور مکمل غیر جانبداری کی وجہ سے ایک عاجزانہ تجویز پیش کی تھی۔ اگر آپ اپنی عبادت گاہ میں دعوت نہ دینے اور راقم کی دعوت قبول نہ کرنے اور مرزا قادیانی کی طرح پتنگ بازی کرنے پر ہی مصر ہیں تو یقیناً آپ اپنے عمل سے اپنی شکست کا اعلان کر رہے ہیں۔

خادمِ ختم نبوت

مولانا سہیل باوا

(لندن)